بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، وَبَعْدُ:

038: القواعد الحسان - چھبیسواں قاعدہ

چھبیسواں قاعدہ: اصل بات یہ ہے کہ جن آیات میں قید موجود ہے ان آیات کے احکام نہیں ثابت ہوتے مگر ان قیود کے ساتھ جو قیدیں لگادی گئی ہیں مگر استثناء ہے بہت ہی تھوڑی سی آیات میں (حصہ دوم)

"القواعد الحسان المتعلّقة بتفسير القرآن لفضيلة الشيخ الامام عبد الرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ"، تعلیق فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور ہم بات کر رہے تھے پچھلے درس میں چھبیسویں قاعدے پر:

"القاعدة السادسة والعشرون: الأصل أن الآيات التي فيها قيود لا تثبت أحكامها إلّا بوجود تلك القيود إلّا في آيات يسيرة"

قرآن مجید کے قیود کے تعلق سے یہ قاعدہ ہے کہ جو قید اللہ تعالیٰ نے لگائی ہے کسی آیت میں وہ قید معتبر ہے اِلّا کہ بہت کم آیتوں میں یہ قید معتبر نہیں ہے تو اس کو دیکھنا چاہیے، یعنی جیسا کہ نماز ہے جیسا کہ وضو کی مثال لے لیں:

﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ (یوسف:7)

اب شرط ہے چہرے کا دھونا اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ کیا جتنی بھی شروط اور قیود موجود ہیں قرآن کی آیات میں ساری معتبر ہیں یا کچھ ایکسیپشنز (Exceptions) ہیں؟ اگر ایکسیپشنز (Exceptions) ہیں تو پھر ہیں کیا؟ اصل بات ہے کہ جتنی بھی قیود موجود ہیں شروط موجود ہیں معتبر ہیں ساری مگر بہت کم ایسی آیات ہیں جن میں قید تو ہے لیکن معتبر نہیں ہے تو پھر قید کیوں ہے اس کا فائدہ کیا ہے اصل بات یہ ہے۔

اور ہم پہنچے تھے امام سعدی رحمہ اللہ کے اس قول پر: "ومنها قوله تعالىٰ": اس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ﴾ (الانعام:151) (اور اپنی اولاد کو قتل مت کرو املاق یعنی فقیری کی وجہ سے)

اور دوسری آیت سورۃ الاسراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ (الاسراء:31) (املاق کے ڈر سے)

اب یہاں پر قید کیا ہے؟ یعنی: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ﴾ (اپنی اولاد کو قتل مت کرو)

﴿مِّنْ اِمْلَاقٍ﴾، یا ﴿خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ (فقیری کا ڈر ہو محتاجی کا ڈر ہو یا محتاجی کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرو)

اس کا کیا مطلب ہے کہ اگر محتاجی کا ڈر نہ ہو پھر قتل کر سکتے ہیں؟ نہیں!

تو قید کیوں لگائی ہے بات واضح ہے نا؟ کیونکہ یہاں پر اولاد کو قتل کرنے سے منع فرمادیا ہے اور پھر ساتھ جوڑ دیا ہے ﴿مِّنْ اِمْلَاقٍ﴾: محتاجی فقیری کی وجہ سے۔ کیا یہ قید معتبر ہے یہاں پر؟ یعنی اگر فقیری کی حالت ہو تب نہ قتل کریں تو کیا امیر قتل کر سکتا ہے؟ نہیں!

کوئی بھی قتل کر سکتا ہے اس کا مطلب ہے؟ نہیں!

تو پھر یہاں پر اس کے ذکر کرنے کا فائدہ کیا ہے اصل بات یہ ہے، شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"مع أنه من المعلوم" (جبکہ معلوم بات یہ ہے) "النهي عن قتل الأولاد في هذه الحالة وغيرها" (اس حالت میں اور اس کے علاوہ ہر حالت میں اولاد کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے) "فالفائدة في ذكر هذه الحالة" (اور اس حالت کے ذکر کرنے کا جو فائدہ ہے) "أنها حالة جامعة للشر كله" (کہ یہ حالت جو ہے جس میں بہت سارے شر کا جامع ہے):

1-"كونه قتلاً بغير حق" (پہلی بات یہ ہے کہ بغیر حق کے قتل کرنا ہے)

2-"وقتل من جبلت النفوس على شدة الشفقة التي لا نظير لها عليه" (اور اُس کو قتل کرنا ہے جس پر انسان کا نفس شفقت پر یعنی فطرت ہو چکی ہے (اپنے بچوں سے انسان شفقت کرتا ہے محبت کرتا ہے تو قتل کیسے کر سکتا ہے؟!)

3-"وكون ذلك صادراً عن التسخط لقدر الله" (اور پھر اللہ تعالیٰ کی جو تقدیر ہے کہ فقیری کی حالت ہے اُس پر تسخط اور ناگواری کا اظہار ہے)

4-"وإساءة الظن بالله" (اور اللہ تعالیٰ سے بدگمانی بھی اس میں شامل ہے)

"فهم تبرموا بالفقر هذا التبرم" (تو اس فقیری کی وجہ سے انہوں نے یہ اقدام کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے) "وأساؤوا ظنونهم بربهم" (اور اپنے ربّ سے وہ بدگمانی کر بیٹھے) "حيث ظنوا أنهم إن أبقوهم زاد فقرهم" (جب یہ بدگمانی اپنے ربّ سے کر بیٹھے کہ اگر وہ اپنے بچوں کو زندہ رکھیں گے تو مزید فقیر ہو جائیں گے اُن کی فقیری اور محتاجی بڑھ جائے گی) "واشتدت ضرورتهم" (اور اس کی ضرورتیں بھی بڑھتی جائیں گی)۔

"فصار الأمر بالعكس" (تو اصل بات اس کے برعکس ہے) "وأيضاً فإنه إذا كان منهياً عن قتلهم في هذه الحال التي دفعهم إليها خشية الافتقار أو حدوثه ففي غير هذه الحالة من باب أولى وأحرى" (اصل بات یہ ہے کہ اگر محتاجی کی حالت سے منع کیا گیا ہے کہ فقیری اور محتاجی کی حالت میں بچوں کو قتل نہیں کرنا ہے تو اس کے علاوہ جتنی بھی اور صورتیں ہیں من باب اولیٰ قتل کرنے سے اس سے بڑھ کر منع کیا گیا ہے)۔اصل بات یہ ہے کہ یہ قید نہیں ہے بلکہ اس بات کی اللہ تعالیٰ نے یعنی وضاحت فرمائی ہے مکمل طور پر کہ اگر محتاجی کی حالت میں قتل نہیں کر سکتے تو پھر کسی صورت میں بھی قتل نہیں کر سکتے (سبحان اللہ)۔

"وأيضاً، ففي هذا بيان للحالة الموجودة غالباً عندهم" (غالباً یہ حالت ہوتی ہے کہ فقیری کی وجہ سے انسان کئی دفعہ ہم سنتے ہیں کہ کسی نے آگ لگا دی کسی نے خودکشی کر لی کسی نے کیا کر دیا ہے بے صبرا ہو کر جلد بازی میں (نعوذ باللہ) تو غالباً یہی حالت ہوتی ہے) "فالتعرض لذكر الأسباب الموجودة الحادثة يكون أجلى وأوضح للمسائل" (اور جو اسباب غالباً موجود ہوتے ہیں اُن کا ذکر کرنے سے معاملہ واضح ہو جاتا ہے)۔

"وأما قوله تعالىٰ في الرجعة" (رجعت کے تعلق سے یعنی جب طلاق بندہ دے دیتا ہے پھر اس سے رجوع کر لیتا ہے)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا﴾ إلى آخر الآیۃ (البقرۃ:228)

(اور اُن کے جو بعولہ ہیں وہ زیادہ حق رکھتے ہیں اُن کو واپس کرنے کا اگر اصلاح کا ارادہ کرتے ہیں)

"فمن العلماء من قال" (بعض علماء نے کہا ہے) "إنه من هذا النوع" (کہ یہ آیت بھی اسی قسم کی یعنی اس میں اسی قید کا ذکر ہے) "وأنه يستحق ردها" (اور اُس کو واپس کرنے کا حق رکھتا ہے) "سواء أراد الإصلاح أو لم يرده" (چاہے اصلاح چاہے یا نہ چاہے)۔

دیکھیں: ﴿وَبُعُولَتُهُنَّ﴾: یعنی خاوند؛ قول راجح جو ہے۔

﴿أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾: زیادہ حق رکھتے ہیں واپس کرنے کا؛ بیوی کو طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا ایک طلاق کے بعد۔

﴿إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا﴾: اگر اصلاح چاہتے ہوں۔ اگر اصلاح نہ چاہتا ہو کیا رجوع کر سکتا ہے خاوند کہ نہیں کیا خیال ہے؟ کر سکتا ہے۔

تو پھر یہ کیا ہے؟ ﴿إِنْ﴾: شرطیہ ہے ﴿أَرَادُوا إِصْلَاحًا﴾ یہ قید کیوں ہے پھر؟ سبحان اللہ؛ پیاری بات دیکھیں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"فمن العلماء": یعنی بعض علماء کا دوسرا قول بھی ہے کہ اصلاح شرط ہے۔

اس لیے جب عالم کہتا ہے نا کہ "فمن العلماء" اس سے کیا واضح ہوتا ہے؟ کہ بعض علماء، اور بعض علماء اس قول کو نہیں لیتے۔

"إنه من هذا النوع": کہ یہ بھی اسی قسم کا ہے۔ "وأنه يستحق ردها": کہ واپس کرنے کا حق رکھتا ہے خاوند۔

"سواء أراد الإصلاح أو لم يرده": چاہے اصلاح چاہے یا نہ چاہے کیونکہ اصل یہ قید غیر معتبر ہے۔

"فيكون ذكر هذا القيد حثاً على لزوم ما أمر الله به من قصد الإصلاح" (اور پھر اس قید کو بیان کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ فائدہ یہ ہے اس قید کا اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ لوگوں کو حث اور آمادہ کریں خاوند کے دل میں یہ چاہت پیدا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اصلاح کا اُس پر عمل کرے اور اُسے واپس کرے (نا کہ یہ شرط ہے))۔

دیکھیں انسان نے اب غصے میں طلاق دے دی ہے (ایک طلاق) اب واپس کرنا چاہتا ہے واپس اُس نے کر لیا ہے اور کچھ ناگواری ہے اصلاح چاہتا بھی ہے لیکن کر بھی نہیں پارہا تو کیونکہ اصلاح نہیں کر پارہا کیا رجوع نہ کرے طلاق مکمل ہو گئی پھر؟! مشکل ہے کہ نہیں؟! اب آسانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آسانی فرمائی ہے۔ تو اصل مقصد یہ نہیں ہے کہ یہ شرط ہے اصل مقصد کیا ہے؟ کہ اصلاح کرنے پر اس خاوند کو آمادہ کرنا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کر کے اصلاح والے بن جاؤ: "من قصد الإصلاح" کہ اصلاح کا قصد اور نیت کر لو۔

"وتحريماً لردها على وجه المضارة" (اور اگر نقصان پہنچانا ہے تو پھر اسے واپس نہ کرو اللہ سے ڈرو)۔ کیونکہ بعض لوگ کیا کرتے ہیں کہ عدت کو لمبا کرنے کے لیے ایک طلاق دے دی اور تیسرے مینسچورل سائیکل (Menstrual cycle) سے ایک یا دو دن پہلے پھر رجوع کر لیتے ہیں، رجوع کر لیا پھر پاک ہو گئی (مینسز ہو گئے پاک ہو گئی) پھر طلاق دے دی، پھر اسے تین مینسچورل سائیکل (Menstrual cycle) تک رکھا پھر تیسری طلاق یہ کیا ہے؟ نقصان پہنچا رہا ہے نا اس کو! تو اصل کیا ہوتا ہے طلاقِ سنّی جو ہے؟ سنت طریقہ طلاق کا کیا ہے؟ کہ اُس پاکیزگی کی حالت میں جس میں ایک دفعہ بھی کم سے کم ہمبستری نہ ہوئی ہو کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دے۔

کیونکہ طلاق بدعتی کی دو قسمیں ہیں یا دو صورتیں ہیں: (۱) یا تو حالت میں (۲) یا عدد میں۔

"عدد میں" تین طلاقیں ایک مجلس میں بدعت ہیں، ایک ویلڈ (Valid) ہے باقی دو اِن ویلڈ (Invalid) ہیں، تو ایک مانی جائے گی باقی دو کینسل ہو جائیں گی، یہ قول راجح ہے محققین علماء کا۔ "حالت میں" حیض کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ بدعت ہے۔

تو سنّی طلاق پھر کیا ہے؟ جس میں یہ دو چیزیں نہ ہوں۔

حالت پاکیزگی کی: "في طهر لم يجامعها فيه": ایسی پاکیزگی جس میں کم سے کم ایک مرتبہ بھی جماع نہ ہوا ہو۔ اگر پاکیزگی کی حالت ہے یعنی بیوی پاک ہو چکی ہے مینسز (Menses) سے اور کم سے کم ایک مرتبہ ہمبستری ہو چکی ہے اُس پاکیزگی کے بعد آپ طلاق نہیں دے سکتے جب تک کہ دوبارہ مینسز (Menses) نہ ہوں اور وہ پاک نہ ہو جائے۔

اب طلاق دے دی ہے خاوند نے اب واپس کرنا چاہتا ہے حق ہے اُس کا کہ نہیں؟ رجوع کا حق ہے کہ نہیں پہلی طلاق یا دوسری کے بعد؟ حق ہے؛ تیسری کے بعد حق نہیں ہے اُس کا ختم! تیسری طلاق کے بعد وہ رجوع نہیں کر سکتا لیکن طلاق رجعی کا حق رکھتا ہے وہ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنْ أَرَادُوٓا۟ إِصْلَـٰحًا﴾: اگر اصلاح کا ارادہ کرتے ہیں۔

اگر اصلاح کا ارادہ نہ کریں تو اب رجوع کینسل ہو جائے گا کیا؟ کینسل نہیں ہوگا اصل بات یہ ہے۔

سوال: ﴿إِنْ أَرَادُوٓا۟﴾ میں دونوں ہیں مرد اور عورت؟

جواب: جی ہاں! لیکن اصل مقصد مرد ہی کا ہے کیونکہ وہ رجوع کرتا ہے بیوی رجوع نہیں کر سکتی۔

قاعدہ یاد رکھیں ہمیشہ: اصلاح کی جب بات آئی ہے دونوں کا ذکر آیا ہے کیونکہ بیوی سے بھی غلطی ہوئی ہے نا جب طلاق کا معاملہ ہوا ہے، بعض اوقات بے قصور بھی ہوتی ہے لیکن عام طور پر اصلاح میں دونوں طرف مقصود ہے، اب خاوند بھی اصلاح چاہے اور بیوی بھی اصلاح چاہے اور رجوع کا جو معاملہ ہے وہ صرف خاوند کے سپرد ہے۔ جو طلاق کی طاقت رکھتا ہے تو رجوع بھی وہی کر سکتا ہے بیوی رجوع نہیں کر سکتی، بیوی چاہے بھی تو رجوع نہیں کر سکتی کیونکہ طلاق کا حق خاوند کو ہے تو رجوع بھی خاوند کرے گا۔

سوال: بھائی یہ کہہ رہے تھے کہ پھر ﴿إِنْ أَرَادُوٓا۟﴾ میں یہاں پر دونوں ہیں صیغۃ الجمع ہے تو کیا اس میں بیوی بھی شامل ہے؟

جواب: اصلاح میں سب شامل ہیں، بیوی ہے اُس کے گھر والے ہیں، خاوند ہے اُس کے گھر والے ہیں اصلاح میں سب شامل ہیں لیکن طلاق کا حق صرف خاوند کو ہے اور رجوع کا حق بھی صرف خاوند کو ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"وإن كان يملك ردها" (جبکہ اس کے ردّ کرنے کی یہ طاقت رکھتا ہے) "كقوله تعالىٰ" (جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ﴾ إلي آخر الآية (البقرة:231)

(اگر رکھنا ہے تو معروف کے ساتھ اور چھوڑنا ہے تب بھی معروف کے ساتھ)

تو معروف لازم ہے۔

"ومن العلماء من جعل هذا القيد على الأصل العام" (بعض علماء نے اس قید کو اصل عام کی بنیاد پر رکھا ہے)"وأن الزوج لا يستحق رجعة زوجته في عدتها إلا إذا قصد الإصلاح" (کہ یہ قید معتبر ہے اور کوئی بھی خاوند بیوی کو نہیں واپس کر سکتا یعنی رجوع نہیں کر سکتا جب تک کہ اصلاح کا ارادہ نہ رکھے)"فأما إذا قصد ضد ذلك" (اگر اس کے علاوہ کوئی ارادہ رکھتا ہے) "فلا حق له في رجعتها وهذا هو الصواب" (اسے کوئی حق نہیں ہے رجعت میں یہی صواب ہے)۔

یہی صحیح ہے شیخ صاحب کے نزدیک یعنی شیخ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ ہے۔

پھر:"ومنها قوله تعالىٰ" (اس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ﴾ إلى آخر الآية (البقرة:283)

(اگر تم سفر میں ہو اور بات قرض کی ہو رہی ہے اور ﴿وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا﴾ لکھنے والا کوئی بھی نہ ہو ﴿فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ﴾ تو پھر گروی جو آپ رکھ دیتے ہیں وہ چیز ہو)

"مع أن الرهن يصح حضراً وسفراً" (جبکہ جو مورگیج (Mortgage) ہے رہن ہے وہ حضر اور سفر دونوں صورتوں میں صحیح ہے) "ففائدة هذا القيد" (تو اس قید کا کیا فائدہ ہے) "أن الله ذكر أعلى الحالات وأشد الحاجات للرهن" (کہ رہن کی جو سب سے بلند حالت ہے اُس کا بیان فرمایا ہے)۔ یہ شرط یا قید نہیں ہے بلکہ اگر سفر میں رہن کیا جا سکتا ہے تو پھر حضر میں کیوں نہیں کیا جا سکتا سفر میں مشکل ہوتا ہے نا؟! اب سفر میں کیا بندہ رہن کرے گا جبکہ مشکل ہے جب حضر (اقامت) کی حالت میں انسان رہن کر سکتا ہے تو پھر کیوں نہیں کر سکتا؟! جب کاتب نہ ہو تو پھر رہن بھی کر سکتا ہے۔

"وهي هذه الحالة في السفر والكاتب مفقود" (جب سفر کی حالت ہے اور لکھنے والا مفقود ہے) "والرهن مقبوض" (اور رہن جو ہے مقبوض ہو چکا ہے) "فأحوج ما يحتاج الإنسان للرهن في هذه الحالة التي تعذرت فيها التوثقات إلا بالرهن المقبوض" (جبکہ ہر صورت میں تعذر ہو چکا ہے اب اس قرض کو آپ موثوق نہیں کر سکتے سوائے رہن کے) "وكما قاله الناس في قيده السفر" (جیسا کہ لوگوں نے کہا کہ سفر کی قید ہے)۔

"فكذلك على الصحيح في قيده بالقبض" (اسی طریقے سے رہن کو قبض کرنا ہاتھ میں لینا یہ قید بھی صحیح ہے) "وأن قبضه ليس شرطاً لصحته" (اور یہ قبض اُس کی شرطِ صحت نہیں ہے (کہ جب تک رہن ہاتھ میں نہ آئے تو آپ کا یہ قرض جو ہے صحیح نہیں ہے، نہیں! کہہ دیا کافی ہے))"وإنما ذلك للاحتياط" (یہ احتیاط کے لیے مقبوضہ کا لفظ ہے (احتیاطاً))"وزيادة الاستيثاق" (اور اس میں استیثاق یعنی اس کے یثاق کو مضبوط زیادہ کرنا ہے) وكذلك فقد الكاتب" (اور اسی طریقے سے کاتب (لکھنے والا) بھی نہ ہو)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ) اس کی تعلیق میں:

"قوله رحمه الله: ليس شرطاً لصحته" (شرط صحت نہیں ہے) "لعله يريد:ليس شرطاً للزومه" (یعنی یہ لازم شرط نہیں ہے)۔

کیونکہ صحت میں اور لزوم میں فرق ہے: (۱) صحت سے مراد کہ صحیح نہیں ہے۔ (۲) لزوم سے مراد کہ لازمی ہے اس کے بغیر ہو سکتا ہے۔

"لأن قبض الرهن ليس شرطاً للصحة" (کیونکہ رہن کو ہاتھ میں لینا یہ شرطِ صحت نہیں ہے) "فالرهن يصح كما سبق – وإن لم يقبض" (رہن جو ہے وہ صحیح ہے تب بھی اگر اُسے ہاتھ کے قبضے میں نہ لیا جائے) "لكنه لا يلزم إلا بالقبض" (لیکن لازم نہیں ہو گا جب تک کہ اُس کو ہاتھ میں نہ لیا جائے) "فلو اشتريت الكنه منك شيئاً بدراهم".

(اگر میں تم سے کوئی چیز خرید تا ہوں پیسوں سے) "وقلت: رهنتك سيارتي" (میں تمہیں کہتا ہوں کہ میں سے اپنی گاڑی رہن میں دے دی ہے) "فالرهن صحيح لكنه ليس بلازم" (رہن تو صحیح ہے لیکن لازم ہے کیا؟ میں نے کہہ دیا ہے گاڑی ہے)۔

"فلعل الشيخ – رحمه الله – يريد بذلك اللزوم" (شیخ عبدالرحمٰن کا لفظ صحت کا ہے لیکن شاید اُن کا مقصد جو ہے ارادہ جو ہے لزوم کے لفظ کا ہے) "لأن العلماء رحمهم الله اختلفوا في لزومه" (علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ لازم ہے یا نہیں) "والقول الراجح أنه يلزم وإن لم يقبض" (کہ لازم ہے اگرچہ ہاتھ کے قبضے میں بھی نہ ہو) "وعمل الناس اليوم على هذا" (اور لوگوں کا عمل اسی پر ہے)۔

یعنی اگر آپ کوئی چیز رہن رکھنا چاہتے ہیں جب تک آپ اُس رہن کو اُس کے ہاتھ میں نہیں دیں گے جس سے آپ معاملہ طے کر رہے ہیں آپ کا جو معاملہ ہے یہی غلط ہے۔ یعنی یہ ہوتا ہے کہ میں نے فلاں چیز کو رہن میں دے دیا ہے بات ہو گئی ہے لازم کر دیا ہے جبکہ آپ کے ہاتھ میں بھی نہیں دیا ہے صحیح ہے کہ نہیں؟ صحیح ہے لوگوں کا اسی طریقے سے عمل ہے، یہ نہیں ہے کہ جب تک میں آپ کو ہاتھ میں نہ دے دوں معاملہ شروع سے ہی غلط ہے۔

شرط الصحۃ اور شرط اللزوم میں فرق پتہ ہے کیا ہے؟

(۱) شرط الصحۃ سے مراد یہ ہے کہ جب تک میں آپ کو اگر یہ موبائل میں نے رہن میں رکھا ہے ہاتھ میں نہیں دوں گا نا تو میں نے یہ معاملہ جو طے کیا ہے سب غلط ہے، ہاتھ میں آئے گا تب صحیح ہے۔

(۲) میں نے کہا کہ اچھا یہ موبائل گھر میں ہے میں آپ کو دے دیتا ہوں رہن میں معاملہ طے ہو گیا ہے اب یہ لازم ہے میرے اوپر کہ میں آپ کو دے دوں، شرط اللزوم ہے؛ صحۃ ہے؟ صحۃ نہیں ہے سلف کا یہ قول راجح ہے اور اسی پر عمل ہے لوگوں کا (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 038: القواعد الحسان - چھبیسواں قاعدہ سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio